اردو کے فروغ میں مدارس کا کردار

حسین البناء*

اردو کوئی معمولی زبان نہیں ہے یہ تمام عالم میں ایک مفہوم العام زبان ہے۔ انگریزی کے بعد صرف اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جسے بولنے اور سمجھنے والے لوگ تقریباً پوری دنیا موجود ہیں۔ خصوصا دینی مدارس کی تدریس و تعلیم اکثر ملکوں میں اردو زبان کے ذریعہ دی جارہی ہے۔ اردو زبان دعوت و تبلیغ کی وجہ سے آج پوری دنیا میں چھا گئی۔ دنیا کے گوشہ گوشہ اور کونہ کونہ میں اردو بہ آسانی سمجھی جاتی ہے۔ دنیا کے مدارس اسلامیہ میں اردو زبان کا بہت اہتمام ہے۔ اکثر ممالک کے مدارس اسلامیہ میں اردو زبان اہتمام کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ اس لیے اردو زبان کو بین الاقوامی زبان کے ساتھ ساتھ انسانیت کی زبان کہنا روا ہے۔

اگر چہ مدارس اسلامیہ کا بنیادی مقصد اسلام کی خدمت اور قرآن، حدیث، فقہ اور دوسرے علوم وفنون کے ماہرین افراد تیار کرنا ہے اور علوم و شریعت کے فرائض صحیح طور پر انجام دینے کے لیے شخصیات پیدا کرنا ہے، پھر بھی ان مدارس میں بہت اہتمام سے اردو زبان پڑھائی جاتی ہے، کیونکہ عربی کے بعد صرف اردو ایک ایسی زبان ہے جس کو سیکھنے سے کتب اسلامیہ کے مطالعہ میں کوئی دقت سامنے نہیں آتی۔ آج ساری دنیا میں اردو زبان ہی جمیع مدارس کی زبان تعلیم و تدریس بنی ہوئی ہے۔ دنیا کے سارے مدارس خصوصا دیوبندی مکتب فکر سے منسلک مدارس یعنی جہاں کا نصاب تعلیم دارالعلوم دیوبند کے مماثل ہے، وہاں ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔

ابھی برصغیر میں بنگلادیش کا حال یہ ہے کہ وہاں دو قسم کے مدرسے ہیں۔ ایک تو مدرسۂ عالیہ، جہاں اردو زبان اختیاری طور پر پڑھنے کی اجازت ہے۔ ایسے مدارس کے طلبہ اور طالبات اردو زبان اختیاری ہونے کی وجہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلہ دیش

سے کم سیکھتے ہیں۔اس قسم کے طلبہ اور طالبات کے نزدیک فنون مادی کی وجہ سے اردو زبان کا اہتمام بہت کم ہے۔(ا) دوسرا مدارس قومیہ، جہاں اردو کی تعلیم ابتداہی سے اہتمام کے ساتھ دی جاتی ہے۔ بنگلا دیش میں اردو کے فروغ میں یہ مدارس اہم کارنامے انجام دے رہے ہیں۔

اکثر مدارس قومیہ میں شروع سے لے کر آخری جماعت تک اساتذہ اپنی تقریریات اردو زبان ہی میں کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں کی تشریحات بھی اب تک اردو میں شائع ہوتی ہیں اور اکثر مدارس میں ذریعۂ تعلیم اردو ہونے کی وجہ سے طلبہ اور طلبات اپنے امتحان میں پرچۂ سوالات کے جوابات اردو زبان میں لکھتے ہیں اور طلبہ اور طلبات کی کوشش سے بہت سارے مدارس سے اردو دیواری پرچے نکالے جاتے ہیں۔

اکیسوی صدی میں بنگلا دیش کے جن مصنفوں نے اردو زبان کے فروغ میں کتابیں لکھیں ان میں شیخ ابوالحسن کی کتاب 'تنظیم الاشتات'، شیخ اسحاق سلہٹی کی 'درس مشکوۃ'، شیخ احمد شفیع کی 'فیض الجاری'، مونالا جنید بابونگری کی مقدمۂ علم حدیث، مولانا احمد صاحب کی 'فضل الجاری'، مولانا ادریس شندیپی کی 'کشف الباری'، مفتی عبد السلام چاٹگامی کی 'اسلام کی بنیادی معیشت' اور ابو صابر عبد اللہ کی 'عون الترمذی' سرفہرست ہیں۔ ادبی حیثیت سے اگر چہ ان کتابوں کا کوئی معیار نہیں! مگر اردو کے فروغ میں یہ ساری کتابیں گلدستہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب ان مدارس میں اپنی مادری زبان کا چرچا بھی ممنوع تھا، مگر ۱۹۷۱ء میں ہوئی جنگ آزادی کے بعد یہ حالت آہستہ آہستہ بدلتی گئی اور اب اکثر مدارس میں مادری زبان کا چرچا بالعموم ہونے لگا۔

فی الحال ان مدارس کے طلبہ اور طالبات میں دنیا کی خواہش کے مطابق فنون مادی کی وجہ سے دن بدن اردو زبان سیکھنے کی رغبت کم ہوتی جارہی ہے۔ ان مدارس کے بعض فضلا نے اپنی درسی کتابوں کی اردو شرحوں کا بنگلا زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے اور ان شرحوں کے اکثر مؤلفین ہندوستانی اور پاکستانی ہیں (۲)

کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں ڈھاکہ کے قریب سنارگاؤں میں مولانا شرف الدین ابوتوامہ نے جب علم حدیث کی پہلی تدریسی بنیاد ڈالی تب اردو زبان نے یہاں اپنی جڑیں مستحکم کی تھیں (۳) اس لیے یہ کہنا مناسب ہے کہ بنگلا دیش میں اردو مذہبی زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔(۴)

اردو کے فروغ میں مدارس کا کردار

ہندوستان کے مدارس میں اردو زبان کے فروغ میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنو، الجامعۃ الا شرفیہ، مبارک پور مدرسہ شاہی مرادآباد اور مظاہر علوم سہارنپور بہت ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور ان مدارس سے ماہ نامے بھی شائع ہوتے ہیں۔ یہاں کا ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔ ہندوستان کے جن علاقوں میں اردو زبان نہ بولی جاتی اور نہ سمجھی جاتی ہے وہاں کے مدارس کا بھی ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔ منی پور، آسام، کلکتہ اور گجرات کے مدارس کا ذریعۂ تعلیم کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ ان علاقوں کے مدارس نے کن کن حالات میں اردو زبان کو سنوار کر رکھا ہے۔ ہندوستان کے یہ مدارس بحیثیت زبان اردو سب سے بڑا سرمایہ دار ہیں۔ ان مدارس کے فضلا عربی کے ساتھ ساتھ اردو زبان کی تقریر و تحریر میں بھی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں اور فضلا کی ایک بڑی تعداد اردو ادب، صحافت اور شاعری کے حوالے سے مختلف نمایاں کارنامے اور خدمات انجام دیتی آرہی ہے۔ مگر ہندوستان میں آج انگریزی زبان کے غلبے کی وجہ سے طلبہ اور طلبات اردو زبان اچھی طرح سیکھنے میں دلچسپی نہیں دکھاتے، بلکہ اکثر طلبہ انگریزی بولنا قابل فخر سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں مدارس اسلامیہ کا اردو زبان کے فروغ میں جو کردار رہا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اگرچہ پاکستان کے صرف تقریبا آٹھ فیصد لوگ کی مادری زبان اردو ہے، پھر بھی اردو بولنے والوں اور سمجھنے والوں کی اکثریت ہے۔ مدارس میں ذریعۂ تعلیم اردو ہی ہے۔ اکثر مدارس سے اردو دیواری پرچے نکلتے ہیں۔ دار العلوم کراچی، دارالعلوم بنوری ٹاؤن، خیر المدارس ملتان اور جامعہ رشیدیہ سے اردو دیواری پرچوں کے ساتھ ساتھ جرائد بھی نکلتے ہیں۔

مگر وہاں اردو قومی زبان ہونے کے باوجود لوگ اپنی علاقائی زبان بولنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لیے امید ہے کہ آیندہ بھی مذکورہ مدارس اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لیے اسی طرح کوشاں رہیں گے اور اردو کو فروغ دینے کا کام انجام دیتے رہیں گے۔

اردو زبان کے فروغ میں نیپال کے مدارس کا کردار بہت اہم ہے۔ وہاں کے ہر قابل ذکر بڑے مدرسے سے کوئی نہ کوئی اخبار ضرور نکلتا ہے۔ نیپال میں مسلمانوں کی آبادی صرف پانچ فیصد ہے۔ پھر بھی وہاں سے تقریبا چھ جرائد شائع ہوتے ہیں اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ سارے جرائد مختلف مدارس اور اسلامی

مراکز کے زیر اہتمام شائع ہوتے ہیں۔ وہاں کے مدارس کے طلبہ نیپالی زبان کے ساتھ ساتھ اردو زبان بھی سیکھ لیتے ہیں۔

اردو کے فروغ میں سری لنکا کا کردار بہت ممتاز ہے۔ سری لنکا میں مسلمانوں کی آبادی دس فیصد ہے۔ مگر وہاں سے تقریباً بارہ جرائد شائع ہوتے ہیں۔ تین اردو جرائد دار العلوم سری لنکا سے مولانا رضوی صاحب کے زیر اہتمام نکلتے ہیں۔ راقم الحروف نے مولانا رضوی سے یہ معلومات حاصل کی ہیں کہ سری لنکا کے اکثر علما جنوبی افریقہ سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں اور جنوبی افریقہ کا ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔

یمن، لبنان، انڈونیشیا اور تھائی لینڈ میں قابل ذکر تعداد مدارس ہیں جہاں کے اکثر مدرسین ہندوستان کیے مختلف مدارس کے فضلا ہیں جو اردو سمجھتے ہیں اور بولتے بھی ہیں، ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو ان دینی مدرسوں سے فراغت کے بعد ہندوستان اور پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں سے ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے واپس آ گئے اور اپنے ملکوں کی مختلف یونیورسٹیوں میں اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ یمن کے ایک اسکالر مولانا عبدالرحمٰن الکاف مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں انہوں نے یمن میں رہتے ہوئے اردو زبان کو زندہ رکھا ہے۔ وہ علمی مضامین اردو میں لکھتے ہیں اور ان کے مضامین ہندوستان کے مختلف علمی رسالوں میں شائع ہوتے ہیں۔ (۵)

افغانستان کو طالبان کی وجہ سے یورپ، امریکہ اور مغربی ممالک نے بدنام کیا ہے اور طالبان کا رشتہ دارالعلوم دیوبند سے جوڑا جاتا ہے اور یہ الزام کلی طور پر درست نہیں ہے۔ البتہ افغانستان میں دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ موجود ہیں اور وہاں دینی تعلیم کے علاوہ اردو زبان کی اشاعت کر رہے ہیں۔

سعودی عرب میں دینی تعلیم اور عصری تعلیم کا اپنا نظام رائج ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے ہی سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں متعدد ایسے مدارس تھے جن کے معلمین اور منتظمین ہندوستان کے مختلف مدارس کے فضلا تھے۔ فی الحال ان مدارس کے اکثر اساتذہ ہندوستان اور پاکستان کے مختلف مدارس کے فارغین ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ ان مدارس میں عربی کے علاوہ اردو زبان کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

اردو کے فروغ میں جنوبی افریقہ اچھا خاصہ کام کر رہا ہے۔ جنوبی افریقہ کے مدارس کا ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔

دار العلوم از آدول، دار العلوم زکریا، دار العلوم مسیح الامت روشنی جوہانس برگ اور دار العلوم نیو کاسل وہاں کے قابل ذکر مدارس ہیں۔وہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہونے کے باوجود پندرہ سے زائد مدارس ہیں اور اکثر مدارس سے دیواری پرچے نکلتے ہیں۔مولانا عبد الحمید کی زیر نگرانی دار العلوم از آدول سے ماہنامہ 'المبلغ' نکلتا ہے اور اکثر مدارس کے اساتذہ یا تو ہندوستان کے دار العلوم دیوبند، ورنہ دار العلوم کراچی پاکستان کے فارغین ہیں۔اساتذہ کی مادری زبان اردو ہونے کی وجہ سے طلبہ اور طلبات اردو زبان کی طرف دلچسپی رکھتے ہیں اور لوگ اردو زبان کو اسلامی و مذہبی زبان سمجھتے ہیں(۶)

اردو کے فروغ میں ماریشس کا کردار بہت ممتاز ہے۔فی الحال سنی بورڈ آف مدارس کے ساتھ منسلک تقریبا ۱۱۰ مدرسے میں اردو زبان کی تعلیم جاری ہے۔ان سب مدارس میں اگر چہ اردو زبان کی تعلیم وتدریس دین اسلام کو سمجھنے کی وجہ سے ہوتی ہے پھر بھی اردو زبان کی ترویج واشاعت یہاں بہت کامیابی کے ساتھ ہو رہی ہے۔فی الحال ان سب مدارس میں دین اسلام کو سمجھنے کی خاطر اردو زبان سیکھنا لازمی طور پر ہوگیا ہے۔

یورپی ممالک برطانیہ وہ ملک ہے، جہاں بیس سے زائد مدارس ہیں۔ان میں دار العلوم ڈوزبری، دار العلوم مانچسٹر اور دار العلوم والہدی بلیک برن قابل ذکر ہیں۔ان مدارس کے اکثر اساتذہ اردو زبان میں تعلیم و تدریس کا کام انجام دے رہے ہیں اور انگریزی فضا میں اردو کو فروغ دینے کی کوشش کررہے ہیں(۷)

امریکہ میں بھی بہت مدارس ہیں جن میں ذریعۂ تعلیم اردو ہے۔دار العلوم مدنیہ نیویارک، دار القرآن والسنہ نیویارک، بیت الحمد نیویارک اور اسلامک سنٹر کے نام سے بہت دینی مراکز ہیں جو اردو زبان کے فروغ میں محنت کررہے ہیں۔

مذکورہ ممالک کے علاوہ مالیشیا، سنگاپور، ترکی، ترکمانستان، کرگستان، تاجکستان اور روس کے علاقے میں بہت سے مدارس میں اردو زبان کا فروغ ہورہا ہے۔خصوصا مذکورہ ممالک کے طلبا بڑی تعداد میں ہندوستان اور پاکستان کے مختلف مدارس میں داخلہ لے کے دینی تعلیمات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اردو زبان بھی اچھی طرح سیکھ نے کی کوشش کررہے ہیں اور اپنے ملکوں میں جاکر اردو کتابوں کے تراجم کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔(۸)

فی الحال ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کے بغیر ساری دنیا کے جہاں جہاں دینی مدراس قائم ہیں وہاں تعلیم کی زبان اردو ہی ہے۔ آج بھی بنگلا دیش اور ہندوستان کے جن علاقوں میں اردو کا داخلہ تقریبا ممنوع ہے وہاں اردو زبان مدارس کے توسط سے اپنی جگہ بنانے میں مصروف ہے۔

اردو زبان و ادب اور صحافت سے تعلق رکھنے والے بہت ساری ایسی مایہ ناز شخصیات ہیں جو مدارس کے پیداوار ہیں اور جن کی لسانی اور فکری تربیت مدارس کی چار دیواری کے اندر ہوئی۔ علامہ نیاز فتح پوری، فیض احمد فیض، علامہ شبلی نعمانی، مجروح سلطان پوری، مونالا مناظر احسن گیلانی، مولانا عبدالسلام ندوی، سید ابو الحسن علی ندوی جیسے اردو ادبا اور اہل قلم مدارس کے فیض سے ہی آراستہ ہوکر نکلے تھے۔

ساری دنیا میں اردو زبان کو زندہ رکھنے کے لیے سب سے اہم رول مدارس دینیہ ہی ادا کررہے ہیں۔ اردو کتابیں، رسائل اور اخبارات پڑھنے والے مدارس والے ہیں یا ان سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔ اگر چہ ان کے نصاب میں شامل کتاب اکثر عربی ہیں مگر اساتذہ اور طلبہ کے مابین ارسال و ترسیل کا ذریعہ اردو زبان ہے۔ اس لیے یہاں یہ بات کہنا مناسب ہوگا کہ آج بھی اردو زبان زندہ ہے مدارس اور ارباب مدارس کی دلچسپی اور توجہ کی وجہ سے۔ اردو دینی کتاب، شروحات اور رسائل سب سے زیادہ مدارس کے حلقے ہی میں پڑھے جاتے ہیں۔ کہانی، افسانہ، ناول وغیرہ تو کم مگر اچھے شعری مجموعے بھی بہت دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔

وسیلۂ اظہار و ابلاغ کے طور پر اردو زبان مدارس میں ایسی حیثیت بنالی ہے کہ اس حوالے سے دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے، اردو زبان و ادب کے بہت سے ایسے شعراء و ادبا ہیں جن کا تعلیمی پس منظر کسی کسی درجہ میں مدارس رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں سر سید احمد، مولانا الطاف حسین حالی، ڈپٹی نذیر احمد، شبلی نعمانی، مولانا محمد حسین آزاد، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ شفیق جون پوری، فرحت گیاوی، رشید حسن خان، مولانا عامر عثمانی، ڈاکٹر عبدالغنی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

اردو زبان کے فروغ کے لیے مذکورہ ممالک کے مدارس میں مختلف قسم کی محنتیں کرائی جاتی ہیں۔

(۱) اردو دیواری پرچہ

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مدرسہ کے اساتذہ کی نگرانی میں طلبہ کی ایک مجلس ادارت قائم کی جاتی ہے، جو علمی اور تحقیقی مضامین کی تصحیح اور اشاعت کی ذمہ داری نبھاتی ہے۔

(۲) تقریری پروگرام

طلبا کے اندر زبان و بیان کا ملکہ پیدا کرنے کے لیے ہر جمعہ رات کو اپنی مادری زبان، عربی اور اردو زبان میں تقریری پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں، جن میں ہر طالب علم کے لیے معیاری زبان میں یاد کی ہوئی تقریریں پیش کرنا لازمی ہے۔

(۳) لائبری کا انتظام

طالب علم کے اندر علمی ملکہ پیدا کرنے اور استعداد بڑھانے کے لیے ہر مدرسے میں لائبری کا انتظام کیا جاتا ہے، جہاں سے طالب علم اپنے ذوق کے مطابق اردو کتابیں عاریۃً لیتے ہیں اور مطالعہ کر کے اپنی تقریر وغیرہ میں مدد لیتے ہیں۔

(۴) انعامی جلسہ

طلبہ کی ہمت افزائی کے لیے سالانہ انعامی جلسہ کیا جاتا ہے اور وہاں دینیات کے ساتھ ساتھ اردو کتابیں انعام کے طور پر دی جاتی ہیں۔

(۵) ماہ نامہ کی اشاعت

ان مدارس میں سے اکثر مدارس سے ماہ نامہ کی اشاعت ہوتی ہے جن میں مدارس کے اہل قلم اپنی مادری زبان میں مضامین لکھتے ہیں۔ افریقہ، برطانیہ اور بیرونی ممالک میں اکثر اساتذہ ہندوستانی اور پاکستانی ہونے کی وجہ سے اپنے مضامین اردو زبان میں لکھتے ہیں۔ طالب علم اور اردو جاننے والے عوام الناس ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

اکیسوی صدی میں اردو کے فروغ اور اس کی تعمیر اور ترقی کے لیے کوشش کرنے والے اداروں میں مدارس اسلامیہ ایسے تعلیمی مراکز ہیں جن کا بنیادی مقصد اگر چہ اردو کا فروغ نہیں ہے مگر اردو زبان کی خدمات کے

لیے وقف اداروں سے ان کی خدمات کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔ پورے عالم میں مدارس جہاں کہیں بھی ہیں، وہاں اردو زبان کا اچھا خاصا فروغ ہورہا ہے۔اس لیے کہاجاتا ہے کہ اردو زبان کے فروغ میں دنیا کے مدارس کے اساتذہ اور طلبہ جوکام انجام دے رہے ہیں اس کے لیے وہ انعام اور ایورڈ کے مستحق ہیں۔مگر آج کل سائنس اور مادی فنون کی وجہ سے اردو زبان پر طلبہ اور اساتذہ کی توجہ کم ہوتی جارہی ہے۔اگر مادی فنون اور سائنس کی کتابوں کو مدارس کے طلبہ اور طالبات کو پڑھایا جائے اور اردو زبان میں سائنس اور مادی فنون کی کتابوں کا ترجمہ کیا جائے تو اساتذہ اور طلبہ کو اردو زبان کے فروغ میں دلچسپی لینا اور زیادہ آسان ہوگا۔

منابع وماخذ:

(۱)عبدالمنان طالب، بنگلہ دیش میں اسلام،اسلامک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۸ء،ص ۲۰۔

(۲) اردو کے فروغ میں مدارس کا کردار، مرتب عبدالمعید قاسمی (مضمون نگار: پروفیسر ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی) فلاح المسلمین فتح پور، یوپی ۲۰۱۳ء، ص ۳۸۔

(۳) ڈاکٹر کلثوم ابوالبشر، بنگلادیش میں اردو کے مسائل اور امکانات (ڈھاکا یونیورسٹی جرنل آف اردو، سال سوم، مارچ ۲۰۱۲) ص ۱۴۱۔

(۴)عبدالمنان طالب، بنگلادیش میں اسلام،اسلامک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۸ء،ص ۸۸۔

(۵)اردو کے فروغ میں مدارس کا کردار، مرتب عبدالمعید قاسمی (مضمون نگار: پروفیسر ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی) فلاح المسلمین فتح پور، یوپی ۲۰۱۳ء، ص ۳۸۔

(۶)ایضاص ۴۰۔

(۷) ایضاص ۴۰۔

(۸)ایضاص ۴۰۔